۷۸۶

مطبوعات

پریم اور شانتی کا مذہب تالیف جناب چودھری غلام احمدؐ صاحب پرویز بی۔ اے

جناب پرویز سے ناظرین ترجمان القرآن خوب واقف ہیں۔ انکے نام ہی سے لوگ خود اندازہ کرلینگے کہ یہ چھوٹا سا پمفلٹ کن خوبیوں کا حامل ہوگا۔ تاہم تبصرہ نگار کا فرض ہے کہ ہر چیز کا حسن و قبح سامنے لاکر رکھ دے۔

فاضل مؤلف نے اس رسالہ میں کوشش کی ہے کہ اسلام کا جو بھیانک تصور اغیار کے مکروہ اور بے اصل پروپیگنڈا نے غیر مسلم دماغوں میں پیدا کردیا ہے اسے قرآن کی تعلیمات کے سیدھے سادے لفظوں میں پیش کرکے دور کردیا جائے۔ اور بلاشبہ اس کام کو انہوں نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے۔ وحی، ایمان، قرآن اور ختم نبوت کے مسائل کے ساتھ ساتھ بعض اسلامی احکام کو جس دلآویز، مؤثر، عام فہم، اور سلجھے ہوئے انداز بیان میں انہوں نے پیش کیا ہے وہ متعصب سے متعصب انسان کے دل میں بھی اسلام کی حقانیت کا نور کم سے کم ایک مرتبہ تو چمکا ہی دیگا۔

لیکن اس بات سے ہمیں سخت اختلاف ہے کہ دوسروں کیلیے اسلام کو مزیّن بنانے کی خاطر، ہم اُن تخیلات کو اسلام کی طرف منسوب کریں، جو اُن کو اپیل کرنے والے ہوں، اگر خود اسلام میں موجود نہ ہوں۔ اسلام کو پریم اور شانتی کا مذہب کہنا کسی طرح درست نہیں۔ "پریم" اور "شانتی"، یہ دونوں، الفاظ ہندوؤں کے فلسفۂ اخلاق اور ان کے تصورات روحانیت کی ترجمانی کرتے ہیں، جن پر اھنسا پرمو دھرما، اور نروان کے نصب العین کی

بنا قائم ہوتی ہے۔ ہندو فلسفی دنیا کی زندگی کو مایا کا جال سمجھتا ہے، اور اس مایا کے جال میں پھنسنے ہی اُسے آواگون کے چکر میں پڑجانیکا خوف ہوتا ہے، اسلیے وہ نظام اجتماعی کی ذمہ داریاں قبول کرنے سے جی چراتا ہے، اور حیات دنیا سے منہ موڑ کر اپنے لیے عافیت اور سکون کا گوشہ تلاش کرتا ہے، تاکہ کائنات سے اس کا تعلق منقطع ہو، اور آواگون کے چکر سے نکل کر وہ نروان کے عدمی و سلبی عالم میں پہنچ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ عدل کے بجائے پریم اور مجاہدہ کے بجائے شانتی کے تصورات اسکے ذہن کو اپیل کرتے ہیں۔ منصب خلافت کے فرائض قبول نہ کرنیوالے کیلیے "پریم"، اور رزمگاہ خیر و شر سے منہ موڑنے والے کے لیے "شانتی" کے سوا اور کونسی معراج تخیل ہو سکتی ہے؟ مگر اسلام سرے سے اس تصور حیات ہی کا مخالف ہے۔ اس کا تصور یہ ہے کہ انسان زمین پر خدا کا خلیفہ ہے، اور یہاں اسے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اپنے نفس کی طاقتوں اور کائنات کی ساری قوتوں سے خدا کی مرضی کے مطابق پورا پورا کام لے، اور اپنی سعی و کوشش سے دنیا کی زندگی کو ایسا کامیاب بنائے کہ وہ خدا کے مقرر کیے ہوئے معیار کامیابی پر پوری اترے اور اس پر آخرت کی کامیابی کا نتیجہ مترتب ہو۔ اس نظام میں پریم اور شانتی بھی اپنی اپنی جگہ پر ہیں، مگر ان کو اوّلیت کا شرف حاصل نہیں ہے، بلکہ اوّلیت کا شرف صرف ایک چیز کو حاصل ہے، اور وہ یہ ہے کہ آفاق و انفس کی متصادم قوتوں کے درمیان قانون الٰہی کے مطابق عدل قائم کیا جائے، اور اس عدل کو قائم کرنے کیلیے منفرداً و مجتمعاً تمام انسانی و مادّی طاقتوں سے مجاہدہ کیا جائے۔ لہذا اسلام کو اگر کسی چیز کا مذہب کہا جاسکتا ہے تو وہ پریم اور شانتی نہیں بلکہ عدل اور جہاد فی سبیل اللہ ہے

اسکے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس سے ہمیں اختلاف ہے، اور اس میں ہمارے دوست پرویز صاحب ہی نہیں بلکہ اکثر وہ حضرات مبتلا ہو جاتے ہیں جنہیں غیر مسلموں کا دل موہنے کیلیے رواداری کے اظہار کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں نبی بھیجے تھے، ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ ایک مسلمان کو ہر قوم کے مذہبی پیشواؤں کی عزت کرنی چاہیے، اور خدا کے مہیمن کلام کا یہ ارشاد بھی ہمارے سامنے ہے کہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ الآیۃ۔ لیکن ہمیں یہ اختیار کیسے حاصل ہو گیا کہ جس علم کی تفصیل سے خدا نے ہمیں بے بہرہ رکھا ہم اسکی راز کشائی کے درپے ہو جائیں، وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہونے کی جسارت کریں، اور چینیوں، بدھوں، ہندوؤں اور پارسیوں کو خوش کرنے کیلیے "جناب کنفیوشس"، "مہاتما بدھ"، "شری رام چندر جی"، "شری کرشن مہاراج" اور "زردشت" کو تعین کے ساتھ یہ کہیں کہ یہ سب کے سب خدا کے نبی تھے جنکا نام مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ کی اوٹ میں چھپا ہوا ہے۔ صلح کل کی پالیسی ہمیں دل و جان سے عزیز لیکن اس باب میں بھی علم کی جائز حدود سے گذر جانا ہمارے نزدیک درست نہیں۔ مظنونات علم یقین کا درجہ نہیں لے سکتے۔ علم یقین صرف اس حد تک لے جا کر ہمیں چھوڑ دیتا ہے کہ ہندوستان، ایران اور چین میں بھی خدا کے نبی ضرور آئے ہونگے۔ اسکے بعد یہ صرف گمان ہی گمان رہ جاتا ہے کہ شائد فلاں شخص نبی ہو۔ تعین کیساتھ یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ مثلاً ہندوستان میں شری رام چندر جی نبی ہو کر آئے تھے۔ ممکن ہے وہ محض ایک مصلح اور رفارمر رہے ہوں یا صرف مجدد شریعت کی حیثیت رکھتے ...... ہوں۔ اور آج تو حال یہ ہے کہ تاریخی تنقید نے رام چندر جی کا وجود ہی مشکوک کر دیا ہے، چنانچہ خود ایک ہندو فاضل نے دعویٰ کیا ہے کہ رام اور

سیتا کے افسانے مصری اور فرعونی روایات قدیمہ سے ماخوذ ہیں۔

فرض کیجیے مرزا غلام احمد قادیانی کا خود ساختہ علم نبوت بعثت نبوی سے بہت پہلے اٹھ چکا ہوتا اور آج ان کے متبعین کی تعداد بودھوں اور ہندوؤں کی طرح سطح ارض پر پھیلی ہوئی ہوتی تو کیا اس اصول کے ماتحت منھم من لم نقصص علیک کے ہاتھوں ان کو بھی خلعت نبوت سے سرفراز کر دیا جاتا! آخر ایسے ہی امکانات تو ہر ایک مدعی کے متعلق پیدا ہو سکتے ہیں لہٰذا ہمارے لیے مامون راہ یہی ہے کہ ہم ان تمام بانیانِ مذاہب کے بارے میں کامل سکوت اور توقف اختیار کریں۔ نہ انکی نبوت کا اقرار کریں نہ انکار۔ صرف اجمالی عقیدہ رکھیں کہ ہر قوم میں نبی آچکا ہے، لیکن اس کا نام کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم صاف طور پر اپنی لاعلمی کا اظہار کرینگے، اسلیے کہ علم الیقین کے بغیر کسی کو خدا کا نبی ٹھیرانا ہمارے لیے جائز نہیں۔

یہ رسالہ غیر مسلم حضرات کیلیے صرف تین پیسہ کا ٹکٹ بھیج کر ذیل کے پتہ سے مفت طلب کیا جاسکتا ہے۔ شیخ فضل الرحمٰن صاحب۔ ۴ ایل روڈ۔ گورنمنٹ کوارٹرز۔ نزد چوبرجی لاہور

طلوع اسلام | مرتبہ حکیم ذکی احمد خاں صاحب، ضخامت ۸۰ صفحات، شرح چندہ سالانہ ۲ روپے۔ ملنے کا پتہ :۔ رسالہ طلوع اسلام۔ دہلی

یہ رسالہ پہلے جناب سید نذیر نیازی صاحب کی ادارت میں نکلا تھا۔ مگر بعض وجوہ سے بند ہو گیا تھا۔ اب از سر نو اسکی اشاعت شروع ہوئی ہے اور اس مرتبہ، ایک شخص کے بجائے اسکی زمامِ ادارت ایک مستقل بیدار مغز جماعت کے ہاتھ میں ہے جو پورے عزم اور خلوص کے ساتھ میدان میں آئی ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد خود اسی کے الفاظ میں یہ ہیں :۔

"پیام اقبال کی نشر و اشاعت اس کا مقصد ہوگا" "یہ مجلہ ملت اسلامیہ کی ہئیت اجتماعیہ کا نقیب ہوگا اور اس کی ملی زندگی کے ہر مسئلہ کا حل قرآن کریم کی روشنی میں پیش کریگا"